سوال

(664)عزل کا کیا حکم ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عزل کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عزل کے بارے میں کم از کم جو کہا جا سکتا ہے یہی ہے کہ یہ مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے۔ مکروہ کے بارے میں علماء کے اقوال میں یہ ہے کہ اس میں ایک پہلو جائز ہونے کا بھی ہوتا ہے۔ یعنی بعض اوقات ایک کام جائز ہوتے ہوئے بھی مکروہ یعنی ناپسندیدہ ہوتا ہے۔

عزل کے جائز ہونے کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جو صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے، کہتے ہیں کہ ''ہم عزل کیا کرتے تھے جبکہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔'' (صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب العزل، حدیث: 4911، و صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب حکم العزل، حدیث: 1440 وسنن الترمذی، کتاب النکاح، باب العزل، حدیث: 1137 وسنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب العزل، حدیث: 1927۔) اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم یہ کام کرتے تھے اور قرآن کریم میں اسکے بارے میں منع کا کوئی حکم نازل نہیں کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جائز ہے۔ مگر اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ یہ مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ یہ بات ہمیں آپ علیہ السلام کے ان ارشادات سے معلوم ہوتی ہے جو آپ نے بیان فرمائے:

(تزوجوا الودود الولود فانی مباہ بکم الامم یوم القیامة [1]) وفی لفظ۔ مکاثر بکم الامم یوم القیامة (سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب من تزوج الولود، حدیث: 2050 وسنن النسائی، کتاب النکاح، باب کراھیة تزویج العقیم، حدیث: 3227 والمستدرک للحاکم: 176/2، حدیث: 2685۔)

''محبت کرنے والی زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے شادیاں کرو، بلاشبہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔''

تو جو آدمی اپنی اہلیہ سے عزل کرتا ہے یقینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رغبت اور شوق کے خلاف کرتا ہے، اور جو حکومتیں تحدید نسل یا خاندانی منصوبہ بندی وغیرہ کے نام سے مختلف پروگرام چلا رہی ہیں، یہ سب نبی علیہ السلام کی ایک بڑی رغبت اور شوق کے برخلاف ہیں کہ آپ کثرت امت پر فخر کریں گے۔ دوسرے یہ عمل سراسر مغرب کی تقلید ہے جس میں ایک مسلمان، بچوں کی تربیت کے ایک عظیم اجر سے محروم ہو جاتا ہے۔ فرمایا:

إذامات ابن آدم انقطع عمله إلا من ثلاث : صدقة جارية، أو علم ينتفع به، أو ولد صالح يدعو له

''ابن آدم جب فوت ہوجاتا ہے تو سوائے تین صورتوں کے اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے۔ کوئی جاری رہنے والا صدقہ، یا نفع آور علم، یا نیک صالح بچہ جو اس کے لیے دعا کرتا رہے۔'' (صحیح مسلم،کتاب الوصیة،باب ما یلحق الانسان من الثواب،حدیث:1631وسنن الترمذی،کتاب الاحکام،باب فی الوقف،حدیث:1376۔سنن النسائی،کتاب الوصایا،باب فضل الصدقة عن المیت،حدیث:3651ومسند احمد بن حنبل:372/2،حدیث:8831)

اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

ما من مسلمين يموت لهما ثلاثة من الولد إلا لم تمسه النار إلا تحلة القسم

''نہیں کوئی دو مسلمان میاں بیوی کہ ان کے تین بچے ہو جائیں تو انہیں آگ چھوئے، سوائے قسم پوری ہونے کے۔'' (صحیح بخاری،کتاب الایمان والنذور،باب قول اللہ تعالیٰ: واقسموا باللہ جهد ايمانهم،حدیث:6280وصحیح مسلم،کتاب البر والصلة والاداب،باب فضل من یموت له ولد فیحتسبه،حدیث:2632وسنن النسائی،کتاب الجنائز،باب من يتوفى له ثلاثة،حدیث:1875۔ یہ متعدد مقامات پر مروی ہے اور ہر مقام پر مختلف الفاظ ہیں۔

تو کفار کے پاس اس قسم کی فضیلتیں کہاں ہیں جو ہمارے پاس ہیں۔ مختصر یہ کہ اگر کوئی مسلمان طبیب یا ڈاکٹر عورت کی صحت کے پیش نظر فیصلہ دے تو تحدید نسل جائز ہے۔

---

[1] الفردوس بماثور الخطاب المعروف مسند الدیلمی:2/130،حدیث:2663۔ دیلمی کی اس روایت میں الفاظ یکسر مختلف ہیں البتہ "فانی مباه بکم الامم" فتویٰ میں موجود الفاظ سے مشترک ہے۔ تاہم فتویٰ میں بیان کیےگئے الفاظ بعینہ مجھے نہیں مل سکے۔ واللہ اعلم وھوالغفور۔ (عاصم)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

احکام و مسائل، خواتین کا انسائیکلوپیڈیا

صفحہ نمبر 470

محدث فتویٰ